اب تک چمک رہا ہے حسینؓ و علیؓ کا نام
اور خاک اڑ رہی ہے یزید و زیاد کی

یزید

یزیدیت کے آئینے میں

ابوالعتیق غلام نبی ہمدمی
نقشبندی قادری

جامعہ عتیقیہ رضویہ کلاسوالہ
ضلع سیالکوٹ

باسمہٖ تعالیٰ

یزید

یزیدیت کے آئینے میں



مصنفہ

ابو العتیق غلام نبی محمدی نقشبندی قادری

مہتمم۔ دار العلوم جامعہ عتیقیہ رضویہ (رجسٹرڈ) کلاسوالہ (سیالکوٹ)



نام کتاب ——— یزید، یزیدیّت کے آئینے میں

مصنّف ——— علّامہ ابو العتیق غلام نبی ہمدمی

صفحات ——— چوالیس ۴۴

سالِ اشاعت ——— سنہ ۱۴۱۴ھ / سنہ ۱۹۹۳ء

کتابت ——— القمر کرے پنوانہ ضلع سیالکوٹ

ناشر ———

مطبع ———

ھدیہ ——— روپے



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ
عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ
اَمَّا بَعْدُ

یہ ایک کھُلی حقیقت ہے کہ یزید پلید کا دامن اخلاق واقعۂ کربلا کے رُونما ہونے پر امام عالی مقام حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور نوجوانانِ خانوادہ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے انصار و اعوان کے ناحق قتل سے آلودہ ہے اور کوئی بھی اہلِ تحقیق یزید پلید کو سیّد الشہدا حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ناحق قتل سے بری الذمہ قرار نہیں دے سکتا مگر نہایت ہی دکھ اور افسوس کا مقام ہے کہ بعض لوگ (دیوبندی وہابی) یزید پلید کو قتلِ امام حسین رضی اللہ عنہ سے بری الذمہ ہی نہیں بلکہ یزید پلید کو حق پر اور امام عالی مقام کو باغی قرار دیتے ہیں۔ کربلا کی خونچکاں داستان کے باوجود یزید کے جنتی ہونے کے دعویدار ہی نہیں بلکہ امیر المومنین جیسے لقب اور رضی اللہ تعالیٰ عنہ، رحمۃ اللہ علیہ جیسے دُعائیہ کلمات سے بھی نوازتے ہیں۔ جیسا کہ مولوی حسن محمد خطیب جامع مسجد نوکھر ضلع گوجرانوالہ اپنی مُصنّفہ کتاب "سیّدنا حسین اور امیر یزید" میں یزید علنید کے ساتھ اپنی عقیدت اور محبت کا اظہار اور امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بُغض و عناد کا اقرار کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

۱ - جو فتنہ پیدا کرے وہ واجب القتل ہے خواہ وہ کسی قبیلے کا ہو۔
(سیدنا حسین اور امیر یزید ص۱۴)

۲ - اور اُن کا (یزید کا) احترام کریں ورنہ اعمال اکارت۔

۳ - امیر یزید کے بارے میں جتنے الزامات ہیں وہ سب تعصّب و جہالت کا کرشمہ ہیں۔ (مذکورہ کتاب ص۱۵)

۴ - اگر دو آدمیوں نے امیر یزید کی بیعت نہ کی تو کیا فرق پڑے گا ص۱۶)

۵ - صرف دو بزرگوں سیدنا حسین و عبداللہ بن زبیر کے بیعت نہ کرنے سے امیر یزید کی خلافت و امارت پر کچھ اثر نہ پڑا اور نہ پڑ سکتا ہے
(ص۴۳)

۶ - امیر یزید کی خلافت برحق تھی۔ (سیدنا حسین اور امیر یزید ص۴۶)

مذکورہ بالا گمراہ کن عبارات سے جو ثابت کیا گیا وہ ہے امام حسین رضی اللہ عنہ کو فتنہ پیدا کرنے والا اور بریں بنا واجب القتل قرار دینا اور یزید کی بیعت کو صحیح کہہ کر اس کی خلافت کو برحق ماننا اور امام عالیمقام کے قتل کرنے کو جائز قرار دینا اور یزید پلید کی حمایت کرنا وغیرہ وغیرہ۔ ان خیالات کے پیش نظر کس طرح ممکن ہے کہ یزید پلید کا دامنِ عفت امام عالی مقام کے قتل سے ملوث نہ ہو۔ جبکہ یزید کے ماننے والوں کے نزدیک امام حسین کو قتل کروا دینا بہت ضروری تھا۔

بایں وجہ ضروری تھا کہ یزید پلید کی یزیدیت کے متعلق ائمہ دین و محدثین اور علماء و صلحاء اُمت کی رائے معلوم کی جائے کہ وہ یزید علیہ ما علیہ کے متعلق کیا

رائے رکھتے ہیں تاکہ احقاقِ حق ہو اور عامۃ المسلمین کو صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ اور غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ ہر دو کی راہ معلوم ہو جائے اور اس حق و باطل کی معرکہ آرائی میں سعادتمند ذہن فیصلہ کرسکیں کہ ہم نے امام عالی مقام کا ساتھ دینا ہے اور گمگشتہ راہ یزید پلید سے اجتناب اور پرہیز کرنا ہے اور اہل بیت کی محبت میں فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَیْهِمْ مِّنَ النَّبِیّٖنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِیْنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِیْقًا ط کا مژدہ جاں فزا حاصل کرنا ہے۔

غُلام نبی ہمدمی

کلاسوالہ ضلع سیالکوٹ

بتاریخ ۲۳ محرم الحرام ۱۴۱۴ھ

مطابق ۱۴ جولائی ۱۹۹۳ء

بروز بدھ سات بجکر پچاس منٹ صبح



یزید کا سنِ ولادت

یزید بن معاویہ ابو خالد الاموی ۲۵ھ یا ۲۶ھ میں پیدا ہوا۔ بہت موٹا تازہ آدمی تھا۔ اس کے بدن پر بہت زیادہ بال تھے۔
(تاریخ الخلفاء اردو ص۲۰۸)

نبیِ غیب داں صلی اللہ علیہ وسلم اور یزید نامی شخص

ابو یعلی نے اپنی مسند میں ابو عبیدہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری اُمت ہمیشہ عدل و انصاف پر قائم رہے گی حتیٰ کہ بنی اُمیہ میں ایک شخص یزید نامی ہوگا وہ عدل میں رخنہ ڈالیگا۔

دوسری روایت

رویانی نے اپنی مسند میں ابو الدرداء سے روایت کی ہے کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ اوّل وہ شخص جو میری سُنّت کو تبدیل کرے گا وہ بنو اُمیہ میں سے ہوگا اور اس کو یزید کے نام سے پکارا جایا کرے گا۔ (ہر دو روایت تاریخ الخلفاء امام سیوطی ص۳۱۲)

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا انتقال سے پہلے یزید کو وصیّت فرمانا

ارشاد فرمایا بیٹا میرا موت پر یقین ہے اور اب میری وفات کا وقت قریب ہے اب جو میں کہنا چاہتا ہوں غور سے سن لے اور میرے کہنے پر اللہ تعالیٰ

گواہ ہے میرے بعد امورِ مملکت تیرے پاس ہوں گے تو میں تجھے رعیت اور لوگوں کے درمیان انصاف کی وصیت کرتا ہوں۔

میرے بیٹے کل قیامت کو حکمران اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اس کے حضور جنت اور دوزخ کے درمیان کھڑے کیے جائیں گے تو اللہ تعالےٰ اپنے حکم اور اپنے انصاف سے جسے چاہے جنت میں داخل فرمائے گا اور جسے چاہے بوجہ اس کے جور و ظلم کے دوزخ میں داخل فرمائے گا۔

وانت یا بنی اجعل الناس بین یدیک علی ثلاثة اقسام الکبیر منھم فی مقام والدک والصغیر منھم بمنزلة ولدک والمتوسط منھم بمنزلة اخیک

(ترجمہ) میرے بیٹے لوگوں کو تین درجوں میں تقسیم کرنا۔ بڑوں کو باپ کے قائم مقام اور چھوٹوں کو بچے کے درجہ میں اور متوسط درجہ کو بھائی کی مانند جاننا۔

(نور العین فی مشهد الحسین الاستاذ ابی اسحاق الاسفرائنی مطبوعہ مصر ص ۵)

گویا مراتب کا لحاظ رکھنا ہر کسی کی قدر و منزلت اس کے منصب و مقام کے مطابق کرنا اور ہر کام میں اللہ سے ڈرتے رہنا خاص کر قیامت کے دن سے کہ اس دن اللہ تعالیٰ قبروں سے اٹھا کر ہر شخص کو اپنے حضور لائے گا اور فرمایا :-

واوصیک یا بنی بالحسین و اولادہ واخوتہ واولاد اخوتہ وجمیع عشیرتہ وجمیع بنی ہاشم الوصیة التامہ۔

(ترجمہ) اے میرے بیٹے میں تجھے حضرت حسین اور انکی اولاد اور ان کے بھائیوں بھتیجوں اور تمام رشتہ داروں اور تمام بنی ہاشم کے بارہ میں وصیت کرتا ہوں

نیز فرمایا اے یزید اپنی رعیّت میں کوئی کام نہ کرنا جب تک امام حسین رضی اللہ عنہ سے مشورہ نہ کر لے اور تیرا کوئی حکم اُن کے حکم پر اور تیرا ہاتھ اُن کے ہاتھ سے بلند نہ ہونا چاہیئے اور فرمایا :-

لا تاکل حتّی یاکل ھو ولا تشرب یا بنی حتّی یشرب ھو و اھل بیتہ	تو نہ کھائے جب تک وہ کھا نہ لیں اے میرے بیٹے نہ پینا جب تک وُہ پی نہ لیں۔
ولا تنفق علی احد من جمیع عسکرک واھل بیتک حتّی تنفق علیہ وعلی اھل بیتہ ولا تکس احدًا حتّی تکسوہ ھو واھل بیتہ جمیعاً	اور اپنے لشکر اور اپنے اہل و عیال میں سے کسی پر خرچ نہ کرنا جب تک اُن پر اور ان کے اہل و عیال پر خرچ نہ کر لے اور نہ ہی کسی کو لباس دینا جب تک اُن کو اور اُن کے سب اہل و عیال کو لباس نہ دے لے۔

اور فرمایا بیٹا میں تجھے اُن کے اہل و عیال اور تمام رشتہ داروں اور بنی ہاشم کے بارہ میں وصیّت کرتا ہوں کہ :-

لان الخلافۃ یا بنی لیست لنا وانّما ھی لہ ولابیہ و جدہ من قبلہ ولاھل بیتہ من بعدہ ولا تستخلف یا یزید الا مرۃ یسیرۃ حتّی یبلغ الحسین۔ (نور العین فی مشھد الحسین صہ ۶)	اسلیئے کہ بیٹا خلافت ہمارا حق نہیں سوا اس کے کہ یہ حق ان کا اور اُن کے والدگرامی اور ناناجان کا ہے پہلے بھی اور ان کے بعد ان ہی کے اہل و عیال کا اور اے یزید تھوڑی مدّت کے لیئے تُو خلیفہ ہے یہاں تک کہ یہ حق تُو حضرت امام حسین کو پیش کر دے۔

وجہ یہ تھی کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انتقال شام میں ہوا تھا اور امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اُس وقت مدینہ منوّرہ میں تھے۔

ذرائع مواصلات آج کی طرح نہ تھے کہ فضائی سفر کے ذریعے ایک گھنٹے میں انسان کہاں سے کہاں پہنچ جاتا ہے اور آج کی طرح پیغام رسانی کا نظام بھی نہ تھا کہ انسان لمحوں میں ایک براعظم سے دوسرے براعظم تک پیغام پہنچا سکتا تھا اُس وقت کا سفر پیدل یا اونٹ گھوڑے کی سواری سے طے کیا جاتا تھا جس میں ہفتوں بلکہ مہینوں کی مہلت درکار ہوتی تھی۔

اس لیے حضرت امیر معاویہ نے اپنے وصال کے موقع پر اُمورِ خلافت یزید کے سپرد کیے اور وصیت فرمائی کہ وقت آنے پر یہ حق حضرت امام عالی مقام کو پیش کر دینا از اں بعد جس پر یزید نے عمل نہ کیا۔ بلکہ خلاف ورزی کی۔

اور حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وصیت فرماتے ہوئے مزید فرمایا کہ خلافت اصل حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی کا حق ہے وہ خود یا اپنے اہل و عیال میں سے جسے وہ مناسب سمجھیں خلافت عطا فرما دیں گے۔

نحن عبید لہٗ ولابیہ وجدہٖ	ہم تو ان کے اور ان کے والد اور
صلی اللہ علیہ وسلم ولا تنفق	ان کے نانا جان صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام
یا ولدی نفقۃ الا والحسین	ہیں اور بیٹا جو بھی تو خرچ کرے اس
نصفھا واحذر یا ولدی	کا نصف امام حسین پر خرچ کرنا اور
من غضبہ علیک فانہ ان	اے میرے بیٹے ان کی ناراضگی سے
غضب علیک یغضب علیک	ڈر اگر وہ ناراض ہو گئے تو اللہ اور
اللہ ورسولہ فان جدہ	اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم هو الشفیع یوم القیامة فی الاولین والآخرین وله الشفاعة العظمیٰ فی الانس والجن اجمعین۔ وابوه علی بن ابی طالب کرم اللہ وجهه (الی) وامه فاطمة الزهراء رضی اللہ عنها هی سیدة النساء وجدته خدیجة الکبریٰ وهم الذین اظهروا الدین وهدانا اللہ بهم الی الصراط المستبین،

(نور العین فی مشهد الحسینؓ)
الطبع مصر ص ۶

ناراض ہو جائیں گے تو بے شک اُن کے نانا جان صلی اللہ علیہ وسلم شفیع ہیں قیامت کے دن اگلوں اور پچھلوں کے اور ان ہی کیلئے ہے شفاعتِ کبریٰ ، انسانوں اور جنوں میں اور اُن کے والد گرامی حضرت علی بن ابی طالب ہیں کرم اللہ وجہ اور ان کی ماں حضرت فاطمۃ الزہرا ہیں جو جنتی عورتوں کی سردار ہیں اور ان کی نانی صاحبہ خدیجۃ الکبریٰ ہیں اور یہ وہ لوگ ہیں جنھوں نے دین کی مدد کی اور اُن کے صدقہ میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں واضح راستہ کی ہدایت عطا فرمائی۔

اور پھر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا! بیٹا کہنے کی سب باتیں میں نے کہہ دیں اس کے باوجود پھر کہتا ہوں کہ کبھی امام عالی مقام یا اُن کے کسی فرد یا قرابتداروں، رشتہ داروں بلکہ بنی ہاشم کے کسی بھی فرد کو ناراض نہ کرنا ورنہ

اکون بریئا منك فی الدنیا والآخرة وتحشر مع المجرمین فی نار جهنم یوم القیامة فقال له یا ابت سمعا وطاعة

میں بری الذمہ ہوں گا تجھ سے دُنیا و آخرت میں اور تیرا حشر قیامت کے دن جہنمی مجرموں کے ساتھ ہو گا تو یزید نے کہا اباجی میں نے سن لیا

لك ولقولك فى جميع ما تا مرنى	اور مان لیا جو کچھ بھی آپ نے مجھے فرما
به	(نور العین صـ٦)	دیا ہے۔

اِن وصیتوں کے بعد حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کلمۂ شہادت پڑھا اور آپ کی رُوح جسدِ عنصری سے پرواز کر گئی اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔
حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے انتقال کے بعد آپ کی تجہیز و تکفین اور تدفین سے فارغ ہو کر یزید کئی روز تک آنے والوں کے ساتھ والد کی تعزیت میں مصروف رہا۔

کئی روز گزر جانے کے بعد یزید امورِ مملکت کی طرف متوجہ ہوا۔

ولبس ثیاب الفرح والسرور	اور خوشی و مسرت کا فاخرانہ لباس
وقعد علی الکرسی مملکته و	پہنا اور تخت نشین ہوا اور شراب
ادار کاسات الخمور۔	کے پیالوں کا دَور شروع ہوا۔

(نور العین فی مشہد الحسین صـ٧)

تخت نشینی کے بعد یزید نے شاہی خزانوں کے مُنہ کھول دیئے۔ اور رعیّت میں اپنا حکم مضبوط کرنے کے لیئے انعام و اکرام کا سلسلہ شروع کیا، وزراءِ مملکت سے لے کر عام لوگوں کو ہدیئے اور تحفے دیئے کہ لوگ مجھ سے مانوس ہو جائیں چنانچہ شام و روم کے لوگ اس کی عطا سے بہرہ ور ہُوئے۔

استاذ ابی اسحاق السفرائنی فرماتے ہیں :۔

واعطی جمیع عساکرہ وجندہ الا	اور اس نے اپنے تمام لشکروں اور
الحسین واھل بیته فانه لم	فوجوں کو نوازا مگر حضرت حسین
یعطهم شیئاً ولم یخرج لهم	اور ان کے اہلِ خانہ کو کچھ بھی نہ دیا
من بیت المال شیئاً من یوم	اور نہ ہی بیت المال سے کوئی چیز

مات والدہ معاویہ وتمرّد علی الحسین وقسا قلبہ علیہ ولم ینظر الیہ وضاعت وصیۃ والدہ علیہ وصار لا یذکر الحسین ولا احدا من اھل بیتہ ولا قرابتہ علی لسانہ ولا فی مجلسہ۔

(نور العین فی مشہد الحسین ص۷)

دی جب سے اس کے والد معاویہ کا انتقال ہوا اور حضرت امام حسین سے سرکشی کی اور ان کے بارے میں اس کا دل سخت ہوا اور وہ ایک نگاہ امام حسین کو دیکھنا پسند نہ کرتا تھا اور جو وصیت اس کا والد اُسے کر گیا تھا اس کو نظر انداز کر دیا۔ کہ وہ تو امام حسین اور ان کے اہلِ خانہ کا اپنی زبان سے ذکر کرنا بھی گوارا نہ کرتا تھا۔ بلکہ اپنی مجلس میں کسی سے ان کا ذکر سُننا بھی برداشت نہ کرتا تھا۔

یزید کا تعارف

"یہ بد باطن سیاہ دل ننگِ خاندان ۲۵ھ میں امیر معاویہ کے گھر میسون بنت جندل کلبیہ کے پیٹ سے پیدا ہوا، نہایت موٹا بدنما کثیر الشعر، بد خلق، تند خو، فاسق فاجر شرابی بدکار ظالم، بے اَدب گُستاخ تھا۔ اس کی شرارتیں اور بیہودگیاں ایسی ہیں جن سے بد معاشوں کو بھی شرم آئے۔ محرمات کے ساتھ نکاح اور سُود وغیرہ منہیات کو اس بے دین نے اعلانیہ رواج دیا۔ مدینہ طیبہ ومکہ مکرمہ کی بے حُرمتی کرائی ایسے شخص کی حکومت گرگ کی چوپانی سے زیادہ خطرناک تھی۔ اربابِ فراست واصحابِ اسرار اُس وقت سے ڈرتے تھے جبکہ عنانِ سلطنت اس شقی کے ہاتھ میں آئی ۵۹ھ میں حضرت ابوہریرہ نے دُعا کی اللھم انی اعوذ

بِكَ مِنْ رَأْسِ السِّتِّيْنَ وَاَمَارَةِ الصِّبْيَانِ۔ یارب میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں ۶۰ھ کے آغاز اور لڑکوں کی حکومت سے"۔ اس دُعا سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابو ہریرہ جو حامل اسرار تھے انہیں معلوم تھا کہ ۶۰ھ کا آغاز لڑکوں کی حکومت اور فتنوں کا وقت ہے ان کی یہ دُعا قبول ہوئی اور انہوں نے ۵۹ھ میں بمقام مدینہ طیبہ رحلت فرمائی"۔ (سوانح کربلا ص۴۹)

آسمان سے پتھر برسنے کا خطرہ

واقدی نے عبداللہ بن حنظلۃ الغسیل سے روایت کی ہے کہ :-

"واللہ ہم نے یزید پر جب تک خروج نہیں کیا جب تک ہمیں یہ یقین نہیں ہوا کہ آسمان سے اب پتھر برس جائیں گے۔ سخت تعجب ہے کہ لوگ ماؤں اور بیٹوں اور بہنوں سے نکاح کریں اور کھلم کھلا شراب پئیں اور نماز چھوڑ دیں"۔

(تاریخ الخلفاء امام سیوطی ص۲۱۲)

اب ملاحظہ ہو :-

دیوبندی مکتبِ فکر کے حکیم الاسلام مولانا قاری محمد طیب مہتمم دارالعلوم دیوبند کی مصنفہ کتاب "شہید کربلا اور یزید" کے چند اقتباسات، اس کتاب کے متعلق قاری طیب صاحب کے صاحبزادہ محمد سالم قاسمی اس کتاب کے تعارف ص۳ پر فرماتے ہیں :-

"بزرگانِ دارالعلوم دیوبند بصیرت و تحقیق کی روشنی میں حضرت سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کے موقف کو برحق اور یزیدیوں کے موقف کو نفسانیت پر مبنی سمجھتے ہیں"۔

اِس مکتبِ فکر کے جو لوگ یزید عنید کی حمایت اور امام عالی مقام کی مخالفت میں ہیں ان کو اپنے نظریہ پہ نظرِ ثانی کرنی چاہیئے چنانچہ :-

"یزید اور اُس کا کردار" کے عنوان سے قاری طیب صاحب لکھتے ہیں :-

"یزید کا ذاتی فسق و فجور بھی کچھ کم نہ تھا۔ دیانات میں اس کا قصور اور فتور حافظ ابن کثیر فقیہ الہراسی وغیرہ نے نہایت صفائی اور وضاحت سے نقل کیا ہے جو کسی موقعہ پہ آئے گا لیکن جس فسق نے اُسے مبغوض خلائق بنایا وہ اُس کا اجتماعی رنگ کا فسق تھا جس نے اُمت میں فتور پیدا کر دیا۔ ذاتی فسق سے تو محض ذات تباہ ہو جاتی ہے لیکن اجتماعی فسق سے اُمت اور اجتماعیت تباہ ہو کر رہ جاتی ہے اس لیئے علماء اور فقہاء نے زیادہ تر یزید کے اسی فسق کا ذکر کیا ہے اور اسی پر احکام مرتب کیئے ہیں پھر اس میں بھی قبیح ترین فسق جس نے اُمت میں اسی کی طرف سے ذہنی اشتعال پیدا کر دیا وہ قتلِ حسین ہے جو اس کی امارت کا شاہکار ہے۔ ابنِ کثیر کہتے ہیں۔

وقد تقدم انه قتل الحسين واصحابه على يدى عبيد الله ابن زياد۔ اور یہ گزر چکا ہے کہ (یزید) نے حسین اور ان کے ساتھیوں کو عبید اللہ بن زیاد کے ہاتھوں قتل کیا۔"

(البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۲۲۲) (بحوالہ شہید کربلا اور یزید ص ۱۲۶)

اور اسی کتاب کے ص ۱۳۹ پہ لکھا ہے کہ فسق تو فسق بعض ائمہ کے یہاں تو یزید کی تکفیر تک کا مسئلہ بھی زیرِ بحث آگیا۔

اور صنہ ۱۴۲ پہ لکھا کہ "یزید کا یہی وہ ذاتی اجتماعی اور مسلمہ کُل فسق ہے جس سے اُس کے مستحق لعنت ہونے کا مسئلہ ائمہ کے زیر بحث آیا اور علماء نے اس پر فقہی حیثیت سے کافی مبسوط اور مفصّل کلام کیا ہے۔"

(شہید کربلا اور یزید)

اور البدایہ والنہایہ جلد ۸ صنہ ۲۳۰ کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ :-

وکان فیہ ایضا اقبال علی الشھوات وترک بعض الصلوٰت فی بعض الاوقات واماتتھا فی غالب الاوقات

اور اس میں یہ عادتیں بھی تھیں کہ شہوت رانی پر جھکا ہوا تھا بعض اوقات کی نمازیں بھی نہ پڑھتا تھا اور وقت گزار کر پڑھنا تو اکثر تھا۔

(شہید کربلا اور یزید صنہ ۱۴۹)

اور اس عبارت کے ساتھ حافظ ابن کثیر نے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث بھی نقل کی ہے کہ وُہ فرماتے ہیں کہ مَیں نے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے سُنا ہے کہ ۶۰ھ کے بعد ایسے خلف ہوں گے جو نمازوں کو ضائع کریں گے اور شہوتوں کی پیروی کریں گے تو انجام کار غیّ (جہنّم کی ایک وادی) میں جا گریں گے۔ اشارہ یزید پارٹی کی طرف ہے جو ۶۰ھ سے ابھری۔

(شہید کربلا اور یزید صنہ ۱۴۹ قاری طیب)

یزید کا متفق علیہ فاسق ہونا

جس کو قاری طیبؔ صاحب مہتمم مدرسہ دیوبند اپنی اسی کتاب "شہید کربلا" کے صفحہ ۱۵۲، ۱۵۳ پہ یوں بیان کرتے ہیں کہ :-

"بہرحال یزید کے فسق و فجور پہ جب کہ صحابہ کرام سب ہی متفق ہیں۔

خواہ وہ متابعین ہوں یا مخالفین پھر ائمہ مجتہدین بھی متفق ہیں اور ان کے بعد علماء راسخین، محدثین فقہاء مثل علامہ قسطلانی، علامہ بدرالدین عینی علامہ ہیثمی، علامہ ابن جوزی علامہ سعد الدین تفتازانی محقق ابن ہمام حافظ ابن کثیر، علامہ الکیا الہراسی جیسے محققین یزید کے فسق پر علماء سلف کا اتفاق نقل کر رہے ہیں اور خود بھی اسی کے قائل ہیں پھر بعض ان میں سے اس فسق کے قدر مشترک کو متواتر المعنی بھی کہہ رہے ہیں جس سے اس کا قطعی ہونا بھی واضح ہے پھر اوپر سے ائمہ اجتہاد میں سے امام ابوحنیفہ، امام مالک، امام احمد بن حنبل کا یہی مسلک الہراسی نقل کر رہے ہیں اور خود شافعی ہیں اور فتویٰ دے رہے ہیں تو ان کی نقل ہی سے یہ مسلک امام شافعی اور فقہ شافعی کا ثابت ہوتا ہے تو اس سے زیادہ یزید کے فسق کے متفق علیہ ہونے کی شہادت اور کیا ہو سکتی ہے۔ (شہید کربلا ص۱۵۳)

قاری طیب دیوبندی کی اس تحقیق کے بعد:۔

اب اگر کوئی شخص دیوبندی ہوتے ہوئے یزید کے حق پہ ہونے کے ترانے گائے گا اور امام عالی مقام کو باغی قرار دے تو فیصلہ خود کرنا ہوگا کہ قاری طیب صاحب کی تحقیق اور آپ کی تحقیق میں کیا فرق ہے۔

مذکورہ بالا حقائق و بصائر کی روشنی میں یہ کیسے ممکن تھا کہ امام عالیمقام حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسی فاضل اور عظیم ہستی جن کی تربیت آغوشِ نبوت میں ہوئی ہو۔ شریعتِ مطہرہ کی حدود کو پامال کرنے والے فاسق و فاجر ظالم انسان (یزید) کی بیعت کر کے اپنا مقتدا تسلیم کرتے جس سے ہمیشہ کے لیے دینِ مبین کی ساکھ کو ایسا نقصان پہنچتا جس سے الی یوم القیامۃ فسق و فجور کی حمایت کے دروازے کھل جاتے اور احکامِ شریعت کا مذاق اڑایا جانے

نکتہ ۵

شاہ است حسینؑ، بادشاہ است حسینؑ
دین است حسینؑ، دین پناہ است حسینؑ

سر داد نہ داد دست در دستِ یزید
حقا کہ بنائے لا الٰہ است حسینؑ

(سراج الاولیاء معین الدین چشتی اجمیری)

یہی وہ حقائق ہیں جن کے پیش نظر دین متین کی گرتی ہوئی ساکھ کو امام عالی مقام نے اپنا خون دے کر سہارا دیا اور باطل قوت کے مقابلے میں ڈٹ جانے کا درس دیا۔

یزیدی ذہنوں کا مغالطہ

یہ بھی ہے کہ یزید نہیں چاہتا تھا کہ امام حسین کو شہید کیا جائے یہ زیادتی ابن زیاد کی ہے جس سے یزید ناخوش ہوا۔

جب کہ حقیقت یہی ہے کہ ابن زیاد نے یہ تمام مظالم یزید پلید کی رضا و خوشنودی کے لیے، اس کے زیرِ حکم کیے۔ جس کا ثبوت یہ ہے کہ جب سید الشہداء حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دیگر شہدائے کربلا کے سر ابن زیاد اور یزید کے سامنے لائے گئے تو ہر ایک نے فاخرانہ انداز میں اظہارِ مسرت کیا۔

تو اس سانحہ جانکاہ پہ اظہارِ مسرت کرنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بصفا و رغبت شہید کرنے کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

ابنِ زیاد اور یزید کا امام پاک کے سرِ مبارک کو سامنے پاکر گستاخانہ انداز میں اظہارِ مسرت کرنا۔

عن انس بن مالك رضي الله عنه اُوتي عبيد الله بن زياد براس الحسين عليه السلام فجعل في طست فجعل ينكت وقال في حسنه شيئا فقال انس قال اشبههم برسول الله صلى الله عليه وسلم وكان مخضوبا بالوسمة (بخاری جلد اوّل ص۵۳۰ جزء ۱۴)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت حسین علیہ السلام کا سرِ مبارک طشت میں رکھ کر عبید اللہ بن زیاد کے سامنے پیش کیا گیا تو وہ ٹھونگے مارنے لگا اور آپ کے حسن و جمال پر نکتہ چینی کی حضرت انس نے فرمایا کہ وہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سب سے زیادہ مشابہ تھے اور امام عالی مقام نے وسمہ کا خضاب کیا ہوا تھا۔

بخاری شریف کی اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ امام عالیمقام کے قتل میں یزید کی رضا اور منشا کا دخل تھا اگر دخل نہ ہوتا تو ابن زیاد امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قتل نہ کرتا اور پھر قتل ہو جانے کے بعد آپکے سرِ مبارک کی توہین نہ کرتا اور ناحق قتل اور توہین پر یزید علید نے ابن زیاد کو کوئی سزا بھی نہیں دی کیا وجہ تھی یہی نا کہ یزید اس فعل پر راضی تھا۔

اب سنیئے مولانا قاری طیب صاحب مہتمم دار العلوم دیوبند کی زبان اور قلم سے۔ وہ اپنی کتاب "شہید کربلا" کے ص۱۲۶ پر لکھتے ہیں:-

والحق ان رضا يزيد بقتل الحسين واستبشاره بذلك و

اور حق بات یہ ہے کہ یزید کا قتلِ حسین سے راضی ہونا اور اہانتِ اہل بیتِ نبی

اھانت اھل بیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم مما تواتر معناہ وان کان تفاصیلھا احاداً۔ (قسطلانی: ص۱۲۴، ص۲۵، ج۵)

کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان چیزوں میں سے ہے جو معنوی طور پہ تواتر کے ساتھ ثابت شدہ ہیں اگرچہ اُن کی تفصیلات اخبار احاد ہیں۔

اور قاری طیب صاحب اسی اپنی کتاب کے صفحہ ۱۲۷ پر فرماتے ہیں:۔

حافظ ابن کثیر نے ذخیرۂ احادیث سے بھی ایسی روائتیں نقل کی ہیں جن سے یزید کی رضا قتلِ حسین سے ثابت ہوتی ہے اس سلسلہ میں ایک مفصّل روایت تو ابی مخنف کی ہے جس کی روایتوں کو سبائی روایت کہہ کر عموماً ناصبی لوگ رد کر دیتے ہیں۔ لیکن اس مضمون کو قدرے اجمال کے ساتھ محدّث ابن ابی الدنیا نے محدّثانہ طریق سے روایت فرمایا ہے جس کا متن یہ ہے:۔

عن جعفر قال لما وضع رأس الحسین بین یدی یزید وعندہ ابو برزۃ وجعل ینکیت بالقضیب فقال لہ ارفع قضیبک فلقد رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یلثمہ

(البدایہ ص۱۹۸ جلد۸)

حضرت جعفر سے روایت کیا ہے کہ جب حضرت حسین کا سر یزید کے سامنے رکھا گیا اور اس کے پاس ابو برزہ (اسلمی صحابی) بھی تھے اور یزید نے چھڑی سے حضرت حسین کے منہ پہ اچوکے مارنے شروع کیے تو ابو برزہ نے فرمایا کہ اپنی چھڑی ہٹا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس جگہ کا بوسہ لیتے ہوئے دیکھا ہے۔

کیا حضرت حسین کے چہرے کو چوکا لگانا قتلِ حسین سے ناخوشی اور ناپسندیدگی کی دلیل ہوگی؟

اور آیا یہ گستاخانہ نازیبا اور تحقیر آمیز رویّہ وہ شخص اختیار کر سکتا ہے جو اس قتل سے ناخوش ہو یا وہ کرے گا جو دل میں انتہائی خوشی کے جذبات لیئے ہوئے ہو۔ بلاشبہ یزید کا حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے چہرہ مبارک سے یہ تحقیر آمیز رویّہ جو ایک دشمن کے ساتھ کیا جاتا ہے کسی طرح بھی اس قتل سے یزید کی ناخوشی کا ثبوت نہیں بن سکتا بلکہ رضا کی کھلی علامت ہے فاعتبروا یا اولوالابصار۔ (شہید کربلا قاری طیّب ص۱۲۶،۱۲۷)

اب تو قاری صاحب کے ہم مسلک یزید پلید کے مدح خوانوں کی تسلی ہو جانی چاہیئے اور تسلیم کر لینا چاہیئے کہ ؎

قتلِ حسین اصل میں مرگِ یزید ہے
اِسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد

اور ؎

اب تک چمک رہا ہے حسینؑ و علیؑ کا نام
اور خاک اُڑ رہی ہے یزید و زیاد کی

امام جلال الدّین سیُوطیؒ کی شہادت

فرماتے ہیں جب حضرت امام حسین علیہ السّلام (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) مع اپنے ساتھیوں کے شہید ہو گئے تو ابن زیاد نے ان کے سروں کو یزید کے پاس بھیج دیا اوّل تو اُن کے قتل سے بہت خوش ہوا مگر جب مسلمان اس سے ناراض ہوئے اور لوگوں نے اس کے اس فعل کو بُرا سمجھا تو اس کو سخت ندامت ہوئی اور حق یہ ہے کہ مسلمان بجا ناراض ہیں۔
(تاریخ الخلفاء اردو ص۲۱۳-۲۱۱)

محدث قرطبی کی شہادت

جب امام عالیمقام کا سر یزید کے پاس لایا گیا۔

ثم وضع الرأس المكرم	پھر یزید کے سامنے امام حسین کا
بین یدی یزید فامر ان	سر رکھا گیا سونے کے طشت میں تو یزید
یجعل فی طست من ذھب	دیکھتا اس کی طرف اور مارتا پھر برا
وجعل ینظر الیہ ثم	کلام کیا اور حکم دیا کہ یہ سر شام
تکلم بکلام قبیح وامر	پہنچا دیا جائے۔ (شام میں سولی
بالرأس ان تصلب بالشام	پہ لٹکایا جائے۔

(کتاب التذکرہ فی احوال الموتیٰ ص۵۶۷ بحوالہ تحقیق مزید فی حقیقت یزید ص۲۴)

زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کی شہادت

فرمایا جب امام حسین رضی اللہ عنہ قتل ہو گئے تو عمرو بن سعد نے آپ کا سر مبارک اور آپ کے دوسرے ساتھیوں کے سر ابن زیاد کے پاس بھیجے۔ ابنِ زیاد سارے سر ایک جگہ جمع کر کے امام حسین رضی اللہ عنہ کے سامنے والے دانتوں پر چھڑی سے مارتا رہا جب اسے زید ابنِ ارقم رضی اللہ عنہ نے دیکھا وہ چھڑی دانتوں سے اٹھا نہیں رہا ہے تو کہا ابنِ زیاد اس منہ سے چھڑی اٹھا لو خداوند قدوس کی قسم میں نے ان ہونٹوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہونٹ بوسہ دیتے دیکھے ہیں پھر وہ رو پڑے۔ (اسد الغابہ و نور الابصار اردو جلد ۱ ص۲۶۵)

ابو بردہ اسلمی کی شہادت

لوگ جب امام حسین کا سر مبارک لے کر یزید کے پاس آئے اور اس

کے سامنے رکھ دیا جب کہ اس کے ہاتھ میں چھڑی تھی یزید نے امام حسین کے دانت پر چھڑی رکھی (اور فاخرانہ انداز میں حصین کے شعر پڑھے)

ابوبرزہ اسلمی وہاں موجود تھے انہوں نے کہا تم چھڑی کے ساتھ ان کے دانت کو مارتے ہو سن لو یہ وہ دانت ہیں جن کو چومتے ہوئے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے۔

(نور الابصار اردو مؤلفہ شیخ مومن بن حسن مومن شبلنجی جلد ا ص ۴۶۷)

ان دلائل وحقائق کے ہوتے ہوئے بھی کوئی حق طلب دانش مند یزید علنید کو امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر ہونے والے جور وجفا ظلم وستم سے بری قرار دے گا ہرگز نہیں اسی لیے تاکہ یزید امام حسین کو بیعت نہ کرنے کی صورت میں قتل کرانا چاہتا تھا جیسا کہ تاریخ طبری جلد ۴ ص ۲۸۶ میں ہے کہ

"جب یزید کے دربار میں ان لوگوں (اہل بیت کا) داخلہ ہوا اور سب لوگ بیٹھے دیکھ رہے تھے۔ علی بن حسین سے یزید کہنے لگا تمہارے باپ (حسین) نے مجھ سے قرابت کو قطع کیا اور میرے حق کو نہ جانا اور میری سلطنت کو مجھ سے چھیننا چاہا دیکھو خدا نے ان سے کیا سلوک کیا"۔ یعنی یہ کہ ہم نے انہیں قتل کرا دیا ہے صاف واضح ہو رہا ہے کہ امام حسین کے قتل میں یزید کا جابرانہ ہاتھ تھا جس کے ایماپر امام عالی مقام کو قتل کیا گیا۔

(اب جب امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور افراد خانۂ نبوت کے قتل سے یزید علنید کی اطراف عالم میں رسوائی اور ذلت ہونے لگی تب یزید نے یقین کیا کہ لوگوں کی اکثریت میرے عمل بد سے میری مخالفت کر رہی ہے تو پھر اس نے اظہار ندامت کیا اور اہل بیت سے معذرت خواہانہ رویہ اختیار کیا تا آنکہ یہ کہنا کہ یزید قتل حسین سے بری ہے بالکل غلط ہے۔

غیر مقلدین اہلحدیث کے مایہ ناز علامہ

مولوی وحید الزماں صاحب کے تاثرات

وخرج امامنا الحسین ابن علی علی یزید لعنہ اللہ لانہ ما دخل فی بیعتہ وکذا اکثر اھل المدینۃ والذین دخلوا فی بیعتہ ھم ایضًا نکثوا بیعتہ لما راوا من فسقہ وفجورہ والحادہ کتحلیل الخمر والزنا وغیر ذالک فھو علیہ السلام بذل نفسہ لاعلاء کلمۃ اللہ واقامۃ الشرع المتین وصار سید الشھداء والصدیقین ومن انکر شہادۃ الحسین وظنہ باغیا فقد اخطاء خطاء فاحشا۔

اللہ تعالیٰ کی یزید پر لعنت ہو ہمارے امام حسین بن علی علیہما السلام اس کے خلاف نکلے اور آپ اس کی بیعت میں داخل نہ تھے اور ایسے ہی بہت سے مدینے والے اور وہ جنھوں نے اس کی بیعت کی تھی جب انہوں نے اس کے فسق وفجور اور الحاد کو دیکھا جیسا کہ شراب و زنا وغیرہ کو حلال کرنا تو اس کی بیعت توڑ دی امام حسین علیہ السلام نے اعلاء کلمۃ اللہ اور اقامت شرع متین کے لیے اپنی جان کو نثار کر دیا اور آپ سید الشہداء اور صدیق ہیں اور جس نے حضرت حسین کی شہادت کا انکار کیا اور آپ کو باغی کہتا ہے تو اس نے خطائے فاحش کی۔

(ہدیۃ المہدی ص ۹۸)

علامہ وحید الزمان صاحب نے لعنۃ اللہ پر جو حاشیہ دیا ہے اس کا اردو ترجمہ اس طرح ہے کہ ہم یزید پر لعنت کہتے ہیں اس لیے کہ ہمارے امام

احمد بن حنبل نے اس پر لعنت کی ہے اور اسی طرح ابن جوزی نے ہمارے پہلے ساتھیوں سے لعنت کا جواز پیش کیا ہے اور وہ جو امام غزالی نے منع کیا ہے تو انہوں نے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان پر توجہ نہیں دی ہے کہ

اَلَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ لَعَنَھُمُ اللّٰہُ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ وَاَعَدَّ لَھُمْ عَذَابًا مُّھِیْنًا ۔ (ترجمہ) جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کو اذیت دیتے ہیں ان پر اللہ کی لعنت دنیا اور آخرت میں اور ان کے لیے اہانت والا عذاب تیار کر رکھا ہے۔

اور اس سے بڑھ کر کیا اذیت ہو سکتی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آل اور اقربا کو اور اہل مدینہ کو قتل کیا اور ان کی بے حرمتی کی اور اس بات کا یزید نے حکم دے رکھا تھا اور اس پر یزید کا خوش ہونا تواتر سے ثابت ہے اور اس سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔

اور یزید سے روایت ہے اللہ اس پر لعنت کرے جو کہا کہ لیت اشیاخی ببدر شھدوا کاش کہ بدر کے میرے بزرگ آج موجود ہوتے۔
حالانکہ یہ بنو خزرج نے مسلمان ہونے کی صورت میں کہا تھا قد قتلنا القوم من ساداتھم وعدلناہ ببدر فاعتدل بے شک ہم نے ان (کفار) کے سرداروں کو قتل کیا اور ہم نے ان کے ساتھ بدر میں انصاف کیا تو یہ عدل ہے۔

اگر یہ روایت درست ہے تو یزید کا بدر میں قتل ہونے والے اپنے بڑوں کا حوالہ دینا ہی اس کے کفر و الحاد کے لیے کافی ہے۔

(ہدیۃ المہدی حاشیہ ص ۹۸)

علامہ وحید الزماں صاحب کی ہر دو مذکورہ بالا عبارت سے یزید کا امام حسین

رضی اللہ عنہ اور آپ کے عزیز و اقارب کو قتل کرنے کا حکم اور قتل کروا دینے کے بعد خوش ہونا ثابت ہے۔

نیز یہ کہ یزید پر لعنت کرنا جائز لکھ رہے ہیں بلکہ اس کا کافر ہونا تک لکھ دیا۔ اندریں حالات یہ کیسے ممکن تھا کہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ جیسی جلیل القدر ہستی اتنے بڑے جابر اور ظالم کی بیعت کرتے جبکہ یہ سب کچھ خاندانی عظمت اور غیرت کے تقاضے کے خلاف تھا پھر اس کے باوجود بھی کوئی امام عالی مقام کو معاذ اللہ باغی کہے تو صراطِ مستقیم سے بھٹکنے کی وجہ سے گویا خطائے فاحش کا ارتکاب کر رہا ہے۔

اور تعجب ہے کہ ان حقائق کے ہوتے ہوئے پھر رسوائے زمانہ یزید کو کوئی امیر المومنین کہے جبکہ اس کے ذاتی جرائم واضح ہو جانے پر اکثر و بیشتر صحابہ کرام نے اس کی بیعت بھی توڑ دی تھی۔

یزید کو امیر المومنین کہنے پر بیس کوڑوں کی سزا

نوفل بن ابوالفرات کہتے ہیں کہ میں خلیفہ عمر بن عبدالعزیز کے پاس ایک روز بیٹھا ہوا تھا۔ کچھ یزید کا ذکر آگیا اور ایک شخص نے یزید کا امیر المومنین یزید بن معاویہ کہہ کر نام لیا۔ عمر بن عبدالعزیز (خلیفۃ المسلمین) نے فرمایا تو اسے امیر المومنین کہتا ہے، یہ کہہ کر آپ نے حکم دیا کہ اس جرم میں اس کے بیس کوڑے لگائے جائیں۔ (تاریخ الخلفاء از امام سیوطی ص ۲۱۲)

معلوم ہوا کہ اسلامی حکومت ہو تو یزید کو امیر المومنین کہنے والوں کو دُرّے لگانے چاہئیں۔

”یزید امام حسین کے ہوتے ہوئے امیر کیسے ہو سکتا ہے“

(شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ)

اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ لَعَنَہُمُ اللّٰہُ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ وَاَعَدَّ لَہُمْ عَذَابًا مُّہِیْنًا ○	(ترجمہ) بے شک جو ایذا دیتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کو' ان پر اللہ کی لعنت ہے دنیا اور آخرت میں ان کے لیے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔

(سورۃ احزاب پ۲۲)

تمام مکاتب فکر کے نزدیک معتبر شخصیت برِصغیر ہند و پاک میں مسلمہ محدث شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت سے استنباط فرماتے ہوئے اپنی مشہور کتاب تکمیل الایمان میں لکھتے ہیں۔

”یزید امام حسین کے ہوتے ہوئے امیر کیسے ہو سکتا ہے اس وقت کے صحابہ کرام اس کی اطاعت سے بیزاری کا اعلان کر چکے تھے مدینہ منورہ کے چند (معتبر) لوگ اس کے پاس شام میں جبر و اکراہ سے بھیجے گئے تھے وہ واپس مدینہ آئے تو عارضی بیعت کو فسخ کر دیا اور کہا یزید خدا کا دشمن ہے وہ شرابی ہے، زانی ہے، تارک الصلوٰۃ ہے اور محارم کو بھی حلال جانتا ہے، بعض لوگ خیال کرتے ہیں کہ یزید نے قتل حسین کا حکم نہیں دیا تھا اور نہ ہی وہ اس پر راضی تھا' ہمارے نزدیک یہ خیال غلط ہے کیونکہ یزید کی اہل بیت سے عداوت ان کی اہانت و ذلت کے اتنے واقعات اس سے سرزد ہوئے ہیں جن کا انکار نہیں کیا جا سکتا بعض لوگ اس کی لعنت کے بارے میں توقف کرتے ہیں تو کیا یہ آیۂ کریمہ

إِنَّ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَاَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِيْنًا ۔

کے مطابق وہ مستحقِ لعنت و عذابِ نار نہیں ہے۔

امام احمد بن حنبل اور ابنِ جوزی یزید کی لعنت کے قائل ہیں۔"

(تکمیل الایمان ص ۱۷۸ بحوالہ کردارِ یزید ص ۳۰)

حضرت شیخ محقق فرماتے ہیں

۱۔ ابنِ جوزی کہتے ہیں کہ جب سنہ ۶۲ھ شروع ہوا تو یزید پلید بن معاویہ نے عثمان بن محمد ابی سفیان کو جو اس کا چچازاد بھائی تھا مدینہ منورہ روانہ کیا تاکہ باشندگان مدینہ کو یزید کی بیعت پہ دعوت دیں عثمان بن محمد نے اہلِ مدینہ سے ایک جماعت کو یزید کی جانب روانہ کیا اس کے بعد جب یہ جماعت یزید کے پاس سے مدینہ طیبہ واپس آئی تو اس نے یزید پلید کو دشنام طرازی (گالی) پر زبان کھولی اور اس کی بے دینی شراب نوشی ممنوعات کے ارتکاب اور کتوں سے کھیلنے کا ذکر کیا اور ساتھ ہی اس کی دوسری بڑی باتیں بھی لوگوں سے بیان کیں اس کی بیعت سے علیحدگی بھی اختیار کر لی اور بقیہ اہلِ مدینہ کو اس کے قصدِ بیعت و اطاعت سے روکا۔ منذر ایک شخص تھے جن کا تعلق اسی جماعت سے تھا انہوں نے خدا کی قسم کھا کر کہا کہ مجھ کو یزید نے ایک لاکھ درہم دیئے ہیں اور میرے ساتھ احسان بھی کئے ہیں لیکن میں سچائی کو ہاتھ سے نہ جانے دوں گا۔ یزید شراب نوش اور تارکِ صوم و صلوٰۃ ہے۔

عبداللہ بن حنظلہ کہتے تھے کہ میں اس وقت تک یزید کی بیعت سے باہر نہ ہوں گا اور اس پر خروج نہ کروں گا جب تک کہ ہم کو آسمان سے پتھر

برسنے کا خوف نہ ہو۔ (جذب القلوب ص۳۷)

اہلِ مدینہ صحابہ کرام نے یزید کی بیعت توڑ دی

۲ - ابن جوزی ابوالحسن بدائنی سے جو ثقہ راوی ہیں نقل کرتے ہیں کہ اہلِ مدینہ یزید کی علامات فسق و فساد کے ظاہر ہو جانے کے بعد منبر پر چڑھ کر اُس کی بیعت کے منکر ہو گئے۔ عبداللہ بن ابی عمرو بن حفص مخزومی نے اپنا عمامہ سر سے اُتار کر کہا کہ اگرچہ یزید نے مجھ کو (ایک لاکھ درہم) صلہ اور انعام دیا ہے۔ نیز میری جائداد میں بھی اضافہ کر دیا ہے لیکن جو خدا کا دشمن اور دائم الخمر ہے میں نے اس کی بیعت کو اس طرح اپنے سے علیحدہ کر دیا جس طرح اپنی دستار کو۔ دوسرا آدمی اُٹھا پاؤں سے اپنی جوتیاں اُتار کر اسی طرح یزید کی بیعت توڑ دی۔ یہاں تک کہ عماموں اور جوتیوں سے مجلس بھر گئی (یعنی ڈھیر لگ گیا)۔ (جذب القلوب شیخ محقق عبدالحق محدّث دہلوی اردو ص۳۸)

قابلِ غور ہے کہ پھر ایسے بے باک اور بے حیا شخص کی بیعت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیسے کر سکتے تھے۔

مدینہ طیبہ کی قدر و منزلت

(سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمودات کی روشنی میں)

حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وصیت فرمائی ہے کہ لوگوں کو اس شہرِ بزرگ کے باشندوں کی تعظیم کرنا چاہیے۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المدینۃ — مدینہ میری ہجرت کا مقام ہے۔

مهاجری وفیها مضجعی وفیها مبعثی حقیق علی امتی جیرانی — اور اس میں میری خوابگاہ (مزار) ہے اور یہیں سے (قیامت کو) اٹھوں گا۔ میری اُمت پر لازم ہے کہ میرے ہمسایہ کی حفاظت اور حرمت کریں۔

اور اسی مقام پر ستّر ہزار رحمت کے فرشتے ہیں جن سے میری قبر ڈھکی رہتی ہے۔ (جذب القلوب اردو ص۳۰)

اور سرکار نے فرمایا :-

من حفظهم کنت له شهیدًا او شفیعًا یوم القیامة ومن لم یحفظهم سقی من طینة الخبال۔ — جو شخص ان کی حُرمت کی حفاظت کرے گا میں قیامت کے دن اس کا شفیع ہوں گا اور جو شخص مدینہ کی حرمت کو نگاہ میں نہ رکھے گا اس کو طینت خبال پلایا جائے گا۔

یہ ایک حوض ہے دوزخ میں، جس میں دوزخیوں کا خُون اور پیپ جمع ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اس سے پناہ میں رکھیں۔

اور صحیح مُسلم میں آیا ہے :-

لا یرید احد اهل المدینة بسوء الا اذابه الله فی النار کما ذوب الرصاص او ذوب الملح فی الماء۔ — جو شخص کہ اہل مدینہ سے بدی کا ارادہ کرے گا وہ شہنشاہِ جبّار کے عذاب میں گرفتار ہوگا اور آگ میں مانند رانگ کے اور پانی میں مانند نمک کے پگھل جائے گا۔

حضرت سعید بن مسیّب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک

دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں جلوہ افروز تھے آپ نے اپنے دونوں ہاتھ مبارک اٹھا کر فرمایا۔

اللّٰھم من ارادنی واھل بلدی بسوءٍ فعجل ھلاکہ۔

اے اللہ! جو شخص میرے اور میرے اہلِ شہر کے ساتھ بُرائی کا خیال کرے اُس کو جلد ہلاک کر۔

(جذب القلوب ص۳۱)

اور نسائی کی روایت میں ہے۔

من اخاف اھل المدینۃ ظالمًا اخافہ اللّٰہ وکانت علیہ لعنۃ اللّٰہ والملائکۃ والناس اجمعین ۔	جو شخص اہلِ مدینہ کو ظُلماً ڈرائے اُس کو اللہ ڈراتا ہے اور اُس پہ اللہ اور فرشتوں اور سب لوگوں کی لعنت ہے۔

جبکہ دُوسری حدیث میں ہے کہ اس کا کوئی عمل فرض یا نفل مقبول نہیں ہوتا — اِسی طرح بہت سی حدیثیں ہیں۔ (جذب القلوب ص۳۲)

تمام بُرائیوں میں سب سے بڑی بُرائی

وہ ہے جو یزید پلید بن معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانہ قتل امام حسین بن علی علی سلام اللہ علیہما کے بعد واقع ہوئی ہے۔ یہ واقعہ حرہ کا ہے یہ مدینہ پاک کے اطراف میں ایک میل کے فاصلے پر ایک مقام ہے جو کچھ کہ قتل وخونریزی، بے حرمتی اور فساد اس شہر پاک کی حرہ میں واقع ہوئی ہے اس کا ذکر ہی پاکیزہ قلوب کی کدورت اور رنجش کا باعث ہے لیکن چونکہ اس کا واقع ہونا مخبرِ صادق کے قول کے مصداق

ہے آپ نے اس زمانہ سے پیشتر ہی خبر دے دی تھی ۔

ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا ایک دن آئے گا جس میں اہل مدینہ کو مدینہ سے باہر کریں گے' لوگوں نے دریافت کیا کہ وہ کون شخص ہوگا جو ان کو باہر کرے گا ابو ہریرہ نے کہا ایک مرد بُرا ۔

بخاری و مسلم کی حدیث میں آیا ہے کہ میری اُمّت کی ہلاکت قریش کے ایک قبیلہ سے ہوگی عرض کیا یا رسول اللہ ! اس وقت ہمارے لیئے کیا حکم فرماتے ہیں ؟ آپ نے فرمایا کہ مخلوق سے گوشہ نشینی ۔

ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک حدیث ہے کہ آنحضرت نے فرمایا خُدا کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے مدینہ میں لڑائی واقع ہوگی اور وہ دین کو ایسا صاف کر دیگی جس طرح سر کے بالوں کو مونڈ لیتے ہیں اس دن مدینہ سے باہر نکل جاؤ اگرچہ ایک منزل کی مقدار ہو اور پھر دُوسری جگہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اے اللہ مجھ کو سنہ ۶۰ ہجری کے حوادث اور لڑکوں کی حکومت سے محفوظ رکھ اور اس وقت کے آنے سے پہلے مجھے دُنیا سے اٹھا لینا' یہ اشارہ یزید کے زمانے کی طرف ہے یزید سنہ ۶۰ ہجری میں تخت نشین ہوا اور واقعہ حرہ (سنہ ۶۳ھ) بھی اسی کے زمانے میں وقوع پذیر ہوا ۔

واقدی کتاب حرہ میں ایوب بن بشیر سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت سید الابرار صلی اللہ علیہ وسلم کسی سفر میں باہر تشریف لے گئے جب حرہ زہرہ میں پہنچے تو کھڑے ہو گئے اور آیت اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ پڑھی صحابہ نے سمجھا شاید حضور کو معلوم ہوگیا کہ اس سفر کا انجام مُدّعا کے موافق نہ ہوگا حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے پُوچھا ۔ کہ

یارسُول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ نے کیا دیکھا جو استرجاع فرمایا آپ نے جواب دیا کہ کوئی ایسا امر جس کا تمہارے اس سفر سے تعلق ہو نہیں ہے صحابہ نے عرض کیا یارسُول اللہ! پھر کیا چیز ہے ہم بھی جان لیں - فرمایا کہ اس حرّہ سنگستان میں جو لوگ میری اُمّت کے بہترین ہیں میرے صحابہ کے بعد شہید ہوں گے -

ایک اور روایت میں آیا ہے کہ جس وقت آپ اس مقام پر پہنچتے تھے تو اپنے دست مُبارک سے اشارہ فرماتے تھے اور فرماتے تھے کہ اس حرّہ میں میری اُمّت کے بہترین لوگ شہید ہوں گے رضی اللہ عنہم -

کعب بن احبار سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے کہا توریت میں آیا ہے کہ مدینہ پاک کے شرقی سنگستان میں بہت سے مقتول ہوں گے کہ جن کے چہرے قیامت کے دن چودھویں کے چاند کی طرح چمکتے ہوں گے۔

اور ابن ذبالہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں ایک دن بارش بہت ہوئی اور حضرت عمرؓ اپنے دوستوں کے ساتھ مدینہ کے اطراف میں تفریحاً نکلے جب اس مقام پر پہنچے جس کو حرّہ کہتے ہیں تو دیکھا کہ پانی کی رَو وادی کی جانب سے رَواں تھی کعب احبار بھی آپ کے ہمراہ تھے انہوں نے کہا اے امیرالمومنین! خدا کی قسم جس طرح یہ پانی بہہ کر آرہا ہے خون کی رَو بھی اس وادی میں اسی طرح رَواں ہوگی - (جذب القلوب صہ ۳۴ و صہ ۳۵)



نبیؑ غیب داں صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمودات کی تعبیر

شیخ المحققین فرماتے ہیں ۔

یزید بن معاویہ نے مسلم بن عقبہ مری کو شامیوں کا ایک بڑا لشکر دے کر اہل مدینہ سے جنگ کرنے کے لیئے بھیجا تاکہ ان لوگوں کو مدینہ مطہرہ کے حرہ میں نہایت سختی سے قتل کرے اور جتنی شدت کر سکتا ہو کرے تین روز تک حرم نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی بے حرمتی کر کے داد بے دینی دے اسی سبب سے اس واقعہ کو حرہ کہتے ہیں ۔ یہ جگہ مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک میل کے فاصلے پر ہے یہاں پر ایک ہزار سات سو آدمیوں کو مہاجرین و انصار اور علمار تابعین کے علاوہ شہید کیا اور عورتوں اور بچوں کے علاوہ عوام میں سے دو ہزار آدمیوں کو مار ڈالا ۔ سات سو حافظ قرآن نیز قوم قریش کے ستانوے افراد کو ظلم کی تلوار سے ذبح کر ڈالا ۔ فسق و فساد اور زنا کو مباح کر دیا ۔ کہتے ہیں کہ اس واقعہ کے بعد ایک ہزار عورتوں نے اولاد زنا کی جنی تھی اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد شریف میں گھوڑوں کی جولانی دیتے تھے (گھوڑے دوڑاتے تھے) اور غضب کی بات سنیئے کہ روضہ شریف و منبر شریف کی درمیانی جگہ میں جس کی بابت صحیح حدیث میں آیا ہے کہ یہ (روضۃ من ریاض الجنۃ) جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے یہاں پر ان کے گھوڑے لید اور پیشاب کرتے تھے ۔

قرطبی کہتے ہیں کہ اہل اخبار کا بیان یوں ہے کہ مدینہ منورہ اس زمانے میں مطلقاً آدمیوں سے خالی تھا اور اس شہر پاک کے میوے اور پھل وحوش اور چوپایوں کی غذا ہوتے تھے ۔ کتے اور دوسرے جانوروں نے مسجد شریف میں رہنا

شروع کر دیا تھا۔ مخبرِ صادق نے جس طرح پر یہ خبر دی تھی اس کا اسی طرح ظہور ہوا۔ (جذب القلوب ص۳۶)

مدینہ طیبہ کی حُرمت کو پائمال کرنے کا حکم

حضرت شیخ لکھتے ہیں کہ یزید پلید نے۔

مُسلم ابن عقبہ کو (مدینہ منورہ پر چڑھائی کے لیئے) بھیجا اور اس کو وصیّت کر دی کہ اگر تجھے (دوران مہم) کوئی حادثہ پیش آجائے تو حصین بن نمیر کو اپنا جانشین بنا دینا اور مزید حکم دیا کہ جن لوگوں کے لیئے میں تجھے بھیجتا ہُوں اُن کو تین مرتبہ مقصد کی طرف بلانا اگر وہ قبول کر لیں تو چھوڑ دینا ورنہ ان سے جنگ کرنا۔ اس کے بعد جب ان پر غالب آجانا تو تین دن تک حرم مدینہ منورہ کو حلال بنا دینا اور یہاں سے جتنا مال اور ہتھیار حاصل ہوں فوج میں تقسیم کر دینا۔

آخر کار یزیدیوں کی فوج کو غلبہ ہُوا۔ یزید کے حکم کے بموجب تین دن تک حرمِ مدینہ مباح رہا، لوٹ مار، قتل و غارت گری اور عورتوں کے ساتھ بدکاری اُن کا پیشہ ہُوا۔ (جذب القلوب ص۳۹)

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔

"جب مدینہ منورہ پر (یزید کیطرف سے) لشکر کشی کی گئی تو مدینہ کا کوئی شخص ایسا نہیں تھا جو اس شخص کے لشکر کے ظلم و تشدّد سے بچا ہو، ہزارہا صحابہ شہید ہوئے مدینہ شریف کو خوب لوٹا گیا ہزاروں لڑکیوں سے حرمِ محترم میں زنا بالجبر کیا گیا۔

(تاریخ الخلفاء اردو ص۳۰۵)

علامہ سبط ابن جوزی لکھتے ہیں:۔

قال هشام بن حسان ولدت الف امرأة بعد الحرة من غير زوج۔

یعنی جو یزیدی فوج نے تین دن تک مدینہ طیبہ کی کنواری لڑکیوں سے حرم پاک میں زنا بالجبر کیا اس سے تقریباً ایک ہزار کنواری لڑکیوں نے زنا کی اولاد جنی۔

(تذکرۃ الخواص صہ ۲۸۹)

حضرت سعید بن مسیب تابعی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:۔

لما کان ایام الحرة لم یؤذن فی مسجد النبی صلی اللہ علیہ وسلم ثلاثاً ولم یقم ولم یبرح سعید بن مسیب المسجد وکان لا یعرف وقت الصلوٰة الا بهمهمة یسمعها من قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم

(دارمی، مشکوٰۃ صہ ۵۴۲)

کہ حرہ کے دنوں میں تین دن تک مسجد نبوی میں اذان و اقامت نہ ہوئی اور میرے سوا مسجد میں کوئی نہ تھا اور جب بھی نماز کا وقت آتا تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر انور سے اذان و اقامت کی آواز آتی تھی اور میں اسی اذان و اقامت سے نماز ادا کرتا تھا۔

صحابی رسول حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی داڑھی مبارک کے بال نوچ لیئے،

حرہ کے واقعات سے ایک واقعہ یہ ہے کہ:۔

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ ان کی داڑھی کے تمام بال ندارد ہیں (نہ تھے) ان سے دریافت کیا گیا کہ آپ کی یہ صورت

کیا ہے شاید آپ اپنی داڑھی سے کھیل کرتے ہیں فرمایا کہ ایسا نہیں ہے بلکہ اہلِ شام کا مجھ پر جو ظلم ہوا ہے اُس کے آثار ہیں اور اس کا تعلق واقعہ حرّہ سے ہے ایک گروہ میرے گھر میں گھُس آیا اور تمام اسبابِ خانہ داری لے گیا اس کے بعد دوسری جماعت آئی جب گھر میں کوئی چیز نہ پائی تو ان لوگوں میں غصہ اور قہر کی آگ شعلہ زن ہوئی کہنے لگے کہ شیخ کو ہلاؤ پھر تو ان لوگوں میں سے ہر ایک نے میری داڑھی کا ایک ایک بال اُکھیڑنا شروع کیا اور اب جس حالت پر تم مجھے دیکھ رہے ہو ایسا کر دیا۔

(جذب القلوب صہ۴۳)

حضرت شیخ فرماتے ہیں کہ:۔

مدینہ منورہ کے اکثر آدمیوں کو تین دن تک قیدخانہ میں رکھا۔ اس طرح کہ پانی اور غذا کی خوشبو بھی اُن کے دماغ تک نہ پہنچی تھی سعید ابن المسیب کو جو تابعین کبار میں سے تھے مسلم بن عقبہ کے پاس تشریف لائے اور کہا کہ یزید کی بعیت کرد۔ سعید بن مسیب نے کہا کہ میں نے ابوبکر اور عمر کی سیرت پر بعیت کی مسلم بن عقبہ نے کہا کہ میں ان کی گردن مارنے کا حکم دیتا ہوں، ایک آدمی نے کھڑے ہو کر گواہی دی کہ یہ مجنون (پاگل) ہیں تو مسلم بن عقبہ نے ان کے جرم سے درگزر کیا۔

(جذب القلوب صہ۴۰)

مذکورہ بالا سطور میں بیان کیے گئے وہ واقعات ہیں جن کا تعلق براہِ راست واقعہ حرّہ سے ہے جس میں سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ طیبہ کی حرمت کو بیان فرمانے کے باوجود نظر انداز کیا گیا اور اپنی آخرت کو تباہ کرنے سے بھی گریز نہ کیا گیا۔

یزید کے حکم پر مدینہ طیبہ کے صحابہ انصار و مہاجرین اور قراء کرام اور عامۃ المسلمین کو نہایت ہی بے دردی سے شہید کیا گیا اور پردہ نشین دوشیزاؤں کی عصمت دری کی گئی، مسجد نبوی اور جنت کی کیاری کی حرمت کو پائمال کیا گیا۔ مسجد شریف میں اذان و اقامت اور نماز باجماعت کے نظام کو درہم برہم کیا گیا۔ گنبد خضریٰ کے تقدس کا بھی لحاظ نہ رکھا گیا جور و جفا اور ظلم و ستم کے طوفان بپا کیے گئے حضرت ابوسعید خدری جیسی پر وقار شخصیت کو جسمانی اذیتیں دی گئیں گویا یزید اور اس کے حواریوں نے اپنے لیے جہنم رسید ہونے کے تمام انتظامات خود مہیا کیے پھر ایسے اہل علم و دانش پر صد افسوس ہے کہ وہ ابھی تک یزید کو حق کی راہ پر جانتے ہیں اور امام عالی مقام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو معاذ اللہ خطا کار سمجھتے ہیں۔ اور یزید پلید کی حمایت کرتے ہوئے اپنی آخرت کو یزید کے ساتھ دیکھنا چاہتے ہیں۔

فرق

امام عالی مقام حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور بعض صحابہ اور عامۃ المسلمین میں صرف فرق یہ تھا کہ امام عالی مقام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بروقت شقی یزید کی خباثت کو جان کر اس کی بیعت کا انکار کیا اور اس پر استقامت کو قائم رکھا یہاں تک کہ افراد خانہ کے ساتھ اپنی جان بھی قربان کر دی اور نانا پاک کے دین کی حرمت کو قائم رکھا جبکہ دیگر بعض صحابہ نے امام عالی مقام کی شہادت کے بعد یزید پلید کو حدود شرعیہ کی پائمالی کرتے ہوئے دیکھ کر اس کی بیعت توڑی اور اس کو ملامت کیا جس کی بنا پر واقعہ حرّہ رونما ہوا اور خود بھی اُن کو دین متین کی حرمت کو قائم رکھنے پر اپنی جانوں کے نذرانے پیش

کر کے دادِ وفا حاصل کی۔

گستاخ مدینہ منوّرہ مُسلم بن عقبہ کی ہلاکت

قرطبی کہتے ہیں کہ اس کی موت واقعہ (حرّہ) کے تین دن بعد مدینہ کے راستے میں واقع ہوئی تھی، اس کا پیٹ زرد پانی اور پیپ سے بھر گیا تھا نہایت بُری طرح سے (فالج میں مُبتلا ہو کر) جان نکلی۔ (جذب القلوب ص۴۲)

قساوتِ قلبی کا حال یہ تھا کہ مرنے کے وقت کہتا تھا کہ اے خدا لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کی گواہی دینے کے بعد میرے عملوں میں اگر کوئی محبوب ترین عمل جو تیرے دربار میں قابلِ قبول ہو سو امدینہ طیبہ کے قتل و غارت کے کوئی نہیں اور اگر تو اس کے باوجود بھی مجھے آتشِ جہنّم میں داخل کرے گا تو مجھ سے بڑھ کر کوئی بدبخت نہ ہو گا۔

گویا کہ وہ بدبخت مدینہ طیبہ کی حرمت کو پامال کرنا اور قتل و غارت کرنا بڑی سعادت مندی سمجھتا تھا یہ اس کی ستمگری کا حال تھا۔

یزید پلید کی سرکردگی میں

مکّہ مکرّمہ اور بیت اللہ شریف کی بے حُرمتی

مُسلم بن عقبہ نے مدینہ طیبہ کی حرمت کو پامال کرنے کے بعد اپنی موت سے پہلے حصین بن نمیر سکونی کو بلایا اور کہا کہ یزید نے میرے بعد تجھ کو والی بنانے کا حکم دیا ہے چنانچہ تو جلد مکّہ کی طرف متوجّہ ہو اور ابنِ زبیر (صحابی رسول کے قتل) کے کام میں تاخیر نہ کر اور اُن کے قتال میں کوتاہی سے کام مت لے۔ منجنیق (اس وقت کی توپ) نصب کر اور اگر اُن کے ساتھی خانہ کعبہ میں پناہ لیں

تو ان سے خوف زدہ مت ہو بلکہ اپنے کام کو انجام دو اور منجنیق کو کام میں لاؤ۔
حصین بن نمیر نے اس کی وصیت کے مطابق مکہ پہنچ کر چونسٹھ دن تک اس شہر معظم کا محاصرہ کر کے داد جنگ وجدال کی دی۔ منجنیقوں سے کعبہ معظمہ پر پتھر برسائے، بیان کرتے ہیں کہ ان لوگوں میں سے ایک شخص نیزہ کے سر پر آگ روشن کئے ہوئے تھا ایک ہوا آئی اور خانہ کعبہ میں آگ لگ گئی اسی اثناء میں یزید پلید کی موت کی خبر پہنچی، یزید ذات الجنب (نمونیہ) کے مرض میں مبتلا ہو کر مر گیا۔

اہل شام اور بنو امیہ میں پریشانی پیدا ہوگئی سب کے سب ذلیل و خوار ہو کر واپس ہوئے اور سب نے بھاگنا شروع کر دیا۔

واقعہ حرہ کا وقوع بدھ کے دن ستائیس یا اٹھائیس ذی الحجہ ۶۳ھ میں ہوا اور مسلم بن عقبہ کی موت محرم کی چاندرات سنہ ۶۴ ہجری میں ہوئی اور جنگ مکہ معظمہ اور منجنیق سے بیت اللہ پر سنگباری ہفتہ کے روز تیسری ربیع الاوّل کو ہوئی تھی اور شقی یزید پلید کی موت پہلی ربیع الآخر واقعہ (حرہ) کے بعد ہوئی۔ (جذب القلوب ص۴۵)

حدیث قسطنطنیہ اور یزید

یزید پلید کے مدح خواں حدیث قسطنطنیہ کو پیش کر کے یزید پلید کو مغفور لہم میں شامل کرتے ہیں اور اس کی مغفرت اور جنتی ہونے کے دعویدار بنتے ہیں تو ایسے لوگوں کو اپنے ہی گھر کے محقق حکیم الاسلام مولانا محمد طیب صاحب مہتمم دارالاسلام دیوبند کی تحقیق اور وضاحت پر اعتماد کرنا چاہیے کہ یزید جیسے بے باک سفاک، قاتل اہل بیت اور قاتل امام

حسین جیسے بدبخت وحشی کو مغفور لھم میں شامل کر کے اس کی مغفرت کے دعویٰ سے دست بردار ہو جانا چاہیئے۔

جناب مولینا حسین احمد صاحب مدنی لکھتے ہیں یہ کہ :-

"یہ حدیث (جہاد قسطنطنیہ والی) عام ہے اور بلاشبہ اس کا وعدۂ مغفرت بھی جہادِ قسطنطنیہ کے ہر شریک کے لیئے عام ہے جس میں یزید بھی داخل ہے مگر انہی قدرتی شرائط کے ساتھ جو طبعاً جو ایسے مواقع پر قواعد شرعیہ کے تحت ملحوظ ہوتی ہیں۔ مثلاً حدیث نبوی میں ارشاد ہے "اُمَّتِیْ اُمَّۃٌ مَّرْحُوْمَۃٌ" میری اُمّت اُمّت مرحومہ ہے (جس کے تمام افراد کے لیے رحمت قیامت تک آنے والے ہیں رحمت اور مغفرت موعودہ ہے) مگر اس شرط کے ساتھ کہ وہ اُمّت اجابت میں شامل رہیں۔ اگر معاذاللہ کوئی مرتد ہو کر اُمّت دعوت میں چلا جائے تو دوسری نصوص سے اس حدیث کی تخصیص ہو جائے گی۔ اور وہ فرد اس وعدہ سے خارج ہو جائے گا۔ اس لیئے اس حدیث کا یہ وعدہ قدرتی طور پر بشرط بقاء اجابت ہوگا۔ مطلقاً نہ ہوگا۔

اسی طرح یہاں بھی جہادِ قسطنطنیہ کے سب شرکاء کے لیئے وعدۂ مغفرت عام ہے۔ مگر اسی طبعی شرط کے ساتھ کہ یہ لوگ انہی قلبی کیفیات واحوال اور باطنی نیات وجذبات پر باقی رہیں جن کے ساتھ انہوں نے جہاد کیا تھا لیکن بعد میں اگر کسی کے قلبی احوال بگڑ جائیں اور تقویٰ کے وہ مقامات باقی نہ رہیں جو بوقتِ جہاد تھے تو طبعاً وہ حکم مغفرت بھی اس خاص فرد کے حق میں باقی نہ رہے گا۔ مثال کے طور پر مسلم و بخاری ہی کی ایک روایت کو لیجیئے کہ آدمی اہلِ جنّت کا عمل کرتے

کرتے جنّت سے اِتنا قریب ہو جاتا ہے۔ کہ اُس میں اور جنّت میں بالشت بھر کا فصل (فاصلہ) رہ جاتا ہے مگر نوشتۂ تقدیر سامنے آجاتا ہے اور وہ جہنّم میں چلا جاتا ہے اور ایسے ہی برعکس۔ ظاہر ہے کہ یہ جنّت و نار کی انجام کار تبدیلی احوال کی تبدیلی ہی پہ دائر ہے۔ اندریں صورت اس شخص کی نیکی کرتے رہنے کے دور میں ہر شخص اسے یہی کہے گا کہ فلاں آدمی تو جنتی ہے لیکن غور کیا جائے تو جنتی درحقیقت اُس آدمی کو نہیں کہا جاتا بلکہ اُس کے احوال و اعمال کو کہا جاتا ہے وہ جب بھی بدل کر جہنمی ہو جائیں گے جب ہی پہلا حکم بدل جائے گا اور یہ شخص بھی جہنمی کہلانے لگے گا۔

ٹھیک اسی طرح جہادِ قسطنطنیہ والی حدیث بشارۃ و مغفرت کے عموم میں یزید بھی شامل تھا جس کے معنی یہ تھے کہ اس کے اُس وقت کے احوال و اعمال مقبول و مغفور تھے۔ الیہ یصعد الکلم الطیّب والعمل الصّالح یرفعہ، جب وہ بدلے تو طبعًا وہ بشارت بھی اُس کے حق میں باقی نہ رہی اب اگر بدلے ہوئے حالات میں بھی کوئی پہلے ہی حکم کی رٹ لگائی جائے تو یہ شریعت کے اصول و قوانین کا معارضہ ہے پس جب یزید کا اچھا حال تھا بشارت قائم تھی جب بدل گیا تو بشارت بھی اُٹھ گئی"۔

(شہیدِ کربلا اور یزید ص۱۷۱، ص۱۷۲)

نیز فرمایا کہ:-

"جہادِ قسطنطنیہ کے وقت کے احوال و جذبات اور تھے، تو بشارتِ مغفرت دے دی گئی اور بعد کے حالات اور تھے تو

وہ بشارت باقی نہ رہی جس کے یہ معنی ہوئے کہ وہ تبشیر مغفرت پہلے ہی سے ان احوال کے ساتھ مشروط تھی جو تقاضائے معلق کی شان ہوتی ہے۔ لیکن اس سے بھی زیادہ واقعات سے اقرب اس حدیث کی تشریح یہ ہے کہ جہادِ قسطنطنیہ سے یزید کی سابقہ سیئات کی مغفرت کر دی گئی تو وہ مغفورٌلہم میں حقیقتاً داخل ہوگیا۔ لیکن بعد کی سیئات کی مغفرت کا اس میں کچھ وعدہ نہیں تھا۔ اس لیے آئندہ کے فسق کا حکم دوسرا ہوگا اسی صورت میں مغفورٌلہم کو ایسا ابدی حکم سمجھنا کہ یزید کے مرتے دم تک کے تمام فسق و فجور کی مغفرت ہوگئی یا وہ ہمیشہ کے سیئات سے محفوظ اور معصوم بنا دیا گیا محض ذہنی اختراع ہے حدیث کا مدلول نہیں"۔

(شہیدِ کربلا اور یزید ص۱۷۵)

۱۔ اسی طرح حضرت عبادہ بن الصامت سے روایت ہے کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپ فرما رہے تھے مَنْ شَهِدَ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ النَّارَ۔ (رواہ مسلم)

۲۔ دوسری روایت حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ من مات وهو يعلم انه لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ دخل الجنة۔ (رواہ مسلم)

ترجمہ، جس نے اللہ تعالیٰ کی الوہیت و وحدانیت اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی شہادت دی اس پر دوزخ کی آگ حرام ہے۔

۲ حضرت عثمان کی روایت کے مطابق کہ سرکار نے فرمایا جس کا اس

بات پر یقین ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ جنت میں داخل ہوا۔

ہر دو روایت سے جو چیز ثابت ہے وہ یہی کہ جنت میں داخل ہونے کے لیئے ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ کی الوہیت و وحدانیت اور محمد رسول اللہ کی رسالت پر ایمان ہو اور اگر کوئی کلمہ پڑھنے کے بعد اللہ تعالیٰ کی الوہیت و وحدانیت کا قائل نہ رہے تو وہ نہ تو جنت میں جائے گا اور نہ ہی اس پر دوزخ کی آگ حرام ہوگی کہ اس نے ارتکاب کفر کیا ہے۔

اسی طرح جہادِ قسطنطنیہ کلمہ مغفور لھم کا مصداق جب تک ہے کہ وہ اس کا اہل ہو اور اگر کسی شخص نے اس کے بعد اہلِ بیت عظام کو اذیت پہنچائی یا پھر ناحق ان کے قتل کا ارتکاب کیا تو اس نے اللہ اور اس کے رسول کو اذیت پہنچائی اور اللہ و رسول کو اذیت پہنچانے والا بحکم نص قطعی مستوجب عذابِ نار ہے۔

بریں بنا یزید کو جنتی کہنا بے مقصد اور بے محل ہے کہ وہ مغفور لھم کے اعزاز سے خارج ہو گیا ہے۔

اس لیئے؟

پیش کیئے گئے حقائق و دلائل کے حوالہ سے کوئی بھی حق پسند اور صاحبِ علم و دانش یزید پلید کو امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قتل سے بے خبر اور بری الذمہ قرار نہیں دے سکتا بلکہ سانحہ کربلا کا اہتمام یزید عنید کے زیرِ حکم اور زیرِ کمان ہوا۔

اس لیئے یزید شقی کی حمایت کرنے والوں کو اپنے انجامِ بد

سے آگاہ رہنا چاہیئے کہ قاتلانِ حسین کی طرح اُن کا حشر بھی ایسا نہ ہو جیساکہ ابنِ زیاد، شمر لعین، خولی بن یزید اور حرملہ کا ہوا۔

اللہ تعالیٰ کے حضور!

اُس کے پیارے محبوب صلّی اللہ علیہ وسلّم کا دامنِ رحمت تھامے ہوئے دُعا ہے کہ وہ اہلِ بیت کرام کی محبّت وعقیدت کے ساتھ زندگی گزارنے کی توفیق بخشے اور قیامت کو اُنہی کے زیرِ سایہ نویدِ مغفرت عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

اللّٰھُمَّ اَجِبْ بِحَقِّ سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ ط

—— :: خاکپائے اہلِ بیت :: ——

فقیر ابو العتیق غلام نبی محمد محمدی

مہتمم

دار العلوم جامعہ عتیقیہ رضویہ رجسٹرڈ

کلاسوالہ ضلع سیالکوٹ

~ ~ ~ :: اختتام :: ~ ~ ~

۳۰ محرّم الحرام ۱۴۱۴ھ مطابق ۲۱ جولائی ۱۹۹۳ء
بروز بدھ بوقت ساڑھے چار بجے شام

مذہبِ حنفی کے مطابق طریقہ نماز را ایک بے مثال کتاب

صلوۃِ مصطفیٰ

قرآن وسنت کی روشنی میں

تالیف

عبد الوہاب المشہدانی

مترجم

حافظ محمد اکرم مجددی

عنقریب شائع ہو رہی ہے

ناشر

اسلامی کتب خانہ اقبال روڈ سیالکوٹ

ایک عظیم عربی سکالر کی مایہ ناز تحقیق

اختلافی مسائل کا حل

قرآن و سنت کی روشنی میں

تالیف

حضرت العلام سید زین بن آل سمیط باعلوی حسنی

مترجم

حافظ محمد اکرم مجددی

ناشر

اسلامی کتب خانہ اقبال روڈ سیالکوٹ

واعظوں اور خطیبوں کیلئے ایک بہترین تحفہ

خطباتِ حنفیہ

تالیف

قدوۃ العلماء حضرت مولانا محمد صالح نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ

عنقریب منظرِ عام پر آرہی ہے۔

ناشر

اسلامی کتب خانہ اقبال روڈ سیالکوٹ

امام الائمہ سراج الاولیاء امام اعظم ابو حنفیہ رحمۃ اللہ علیہ پر

خانوادہ امام ربانی کے ایک چشم و چراغ کی بہترین تحقیق

شانِ امامِ اعظم

تصنیف

حضرت العلام مولانا ابوالحسن زید فاروقی الازہری رحمۃ اللہ علیہ

مقدمہ : مفتی محمد خان قادری لاہور

ناشر

اسلامی کتب خانہ اقبال روڈ سیالکوٹ

مصنف کی دیگر تصانیف



- ★ جمالِ بشریّت
- ★ الصّلوٰۃ والتسلیم علی سیّد المرسلین
- ★ جلوسِ میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا جواز
- ★ ایصالِ ثواب اور فاتحہ خوانی
- ★ نور و ظہور (تحقیق بارہ ربیع الاوّل)
- ★ یزید۔ یزیدیّت کے آئینے میں
- ★ ذکرِ مبارک۔ نعمتِ عظمٰی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم
- ★ فیضانِ ہمدم علیہ الرحمۃ

ملنے کے پتے

شعبہ نشر و اشاعت جامعہ کلاس والہ
دار العلوم عتیقیہ رضویہ رجسٹرڈ سیالکوٹ



اسلامی کتب خانہ شہر سیالکوٹ اقبال روڈ